رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے | عسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعودؑ)

الفضل

چندہ غیر ممالک کے لئے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعودؑ)

جلد ۶ | ۳۱ - دسمبر ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ | ۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ | نمبر ۴۹

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

۲۷ دسمبر کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اچھی تھی مگر جمعہ کا خطبہ اور پھر عصر کے وقت خطبہ نکاح پڑھنے سے شام کو کسی قدر ضعف ہو گیا۔

۲۸ دسمبر کی صبح کو حضور کی طبیعت صاف تھی اس دن حضور نے ان بہت سے احباب کی خاطر جو ان دنوں تشریف لائے ہوئے ہیں مسجد اقصیٰ میں ۱۰ بجے سے ۲ بجے تک دو گھنٹہ ایک نہایت زبردست تقریر فرمائی۔ جس میں احباب کو بیش از بیش کوشش اور کوشش کے ساتھ خدمات دین کے سرانجام دینے کی طرف متوجہ کیا۔ اور قابل احباب کو اس انتظام کے ماتحت جو حضور نے تجویز فرمایا ہے۔ اور جس پر انشاء اللہ تعالیٰ جنوری ۱۹۱۹ء سے عملدرآمد شروع ہو گا ہر قسم کی قربانی کرنے کی تاکید فرمائی یہ تقریر انشاء اللہ مفصل عنقریب شائع کی جائیگی اس لمبی تقریر کے خاتمہ پر حضور کو ضعف محسوس ہوا اور ہاتھ پاؤں قدرے ٹھنڈے ہو گئے۔ لیکن کچھ عرصہ دبانے اور آرام کرنے سے طبیعت بحال ہو گئی۔

۲۹ - دسمبر صبح کو گو حضور کو کسی قدر ضعف تھا۔ مگر مہمانوں کی خاطر حضور نے مسجد اقصیٰ میں ایک رکوع کا ایک گھنٹہ تک درس دیا۔ جو قلمبند کر لیا گیا ہے۔ اور جلدی شائع کیا جائیگا۔ الحمد للہ اس ایک گھنٹہ کی تقریر کے بعد حضور کو کوئی ضعف نہ ہوا۔

غیر مبائعین کے سالانہ جلسہ پر انجمن احمدیہ لاہور نے اپنی طرف سے اختلافی مسائل کے متعلق گفتگو کرنیکا انتظام کیا تھا۔ اور یہاں سے جناب حافظ روشن علی صاحب جناب شیخ عبدالرحمن صاحب جناب مولوی فضل الدین صاحب۔ جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب تشریف لے گئے تھے۔ مگر غیر مبائعین نے کافی وقت نہ دیا۔ اس لئے الگ جلسہ کر کے اس میں غیر مبائعین کو بلایا گیا۔ اور کافی وقت دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی گفتگو کے لئے نہ آیا۔

مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول ۵ دن کی تعطیلات کے بعد آج (۳۰) کو کھل گئے ہیں۔

موسم سردی زوروں پر ہے۔ اور آج مطلع ابر آلود ہے۔ خدا کرے بارش ہو جائے۔

مولوی محمد علی صاحب کا مباحثہ سے فرار

مولوی محمد علی صاحب نے اپنے جلسہ پر اختلافی مسائل کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو جو بلایا تھا۔ وہ محض ان کی چالبازی تھی۔ جس کی غرض صرف یہ تھی کہ ان کے جلسہ پر لوگ کثرت سے آئیں۔ اور وہ تقریریں کر کے ان کے وقت کو ضائع کر دیں۔ اختلافی مسائل کا فیصلہ کرنا۔ اور لوگوں کو کسی صحیح نتیجہ پر پہنچانا۔ ان کے مد نظر نہ تھا جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب کے ان خطوط سے ظاہر ہے جو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو لکھے مولوی صاحب نے اول تو گفتگو کرنے کا ایسا طریقہ پیش کیا۔ جو بالکل فضول اور لغو تھا۔ چنانچہ جب اس کی لغویت ظاہر کی گئی تو وہ اس کے بدلنے پر مجبور ہو گئے۔ لیکن پھر بھی سیدھے راستہ کی طرف نہ آئے۔ اور گفتگو کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات تک محدود رکھا۔ حالانکہ انہیں خوب معلوم تھا کہ حضور کی صحت تاحال اس قابل نہیں ہے۔ کہ کوئی لمبی تقریر کر سکیں۔ اور اسکی انہیں اطلاع دیدی گئی۔ ایسی صورت میں مولوی محمد علی صاحب کا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ہی کو گفتگو کی دعوت دینا۔ اور کسی اور سے گفتگو کرنے کے لئے تیار نہ ہونا محض انکی چالبازی تھی۔ اگر ان کی نیت واقعی احقاق حق کی ہوتی تو وہ ہمارے سلسلہ کے کسی اور عالم کو کیوں اسی طریق پر گفتگو کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوتے درحقیقت یہ محض ان کی چالاکی تھی۔ کہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو ایسی حالت میں گفتگو کے لئے بلایا۔ اور صرف آپ ہی کی ذات کو باوجود یہ جانتے کے کہ آپ بیمار ہیں گفتگو کے لئے مخصوص کر دیا جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ نہ وہ اختلافی مسائل پر گفتگو کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ اور نہ ان میں اتنی ہمت ہے کہ اپنے بودے عقائد کو ہمارے سامنے پیش کر کے ان کی تردید سن سکیں۔ چنانچہ کجا تو وہ شور اشوری کہ مولوی محمد علی صاحب نے خود ہی اپنے جلسہ پر اختلافی مسائل کے متعلق دعوت دی۔ اور اس دعوت کو "فیصلہ کی آسان راہ" بتایا۔ اور کجا یہ بے کلی کہ جب ان سے مباحثہ کے لئے وقت کا مطالبہ کیا گیا۔ تو انہوں نے جھلا کر یہاں تک کہدیا کہ "میں بحث کے لئے تیار نہیں ہوں" ذیل میں ہم وہ خط درج کرتے ہیں۔ جو جناب مولوی غلام رسول راجیکی نے مولوی محمد علی صاحب کو مباحثہ کے لئے وقت کی تعیین کے متعلق لکھے اور جن کا انہوں نے جواب تو الگ رہا رسید تک دینے سے انکار کر دیا۔

مولوی محمد علی صاحب کو پہلا رقعہ

مکرم جناب مولوی محمد علی صاحب السلام علیکم

آپ کے جلسہ کا جو پروگرام شائع ہوا ہے اس میں اختلافات سلسلہ کے متعلق آپ کی تقریر کے بعد سوال و جواب کے لئے موقع رکھا گیا ہے۔ اور جو غرض اس سوال و جواب سے آپ نے رکھی ہے۔ وہ تحقیق حق ہے۔ مگر یہ بات ظاہر ہے۔ کہ پہلے ۲½ گھنٹہ میں آپکی تقریر ہوگی اور سوال و جواب کے ایک گھنٹہ سے بھی کم از کم نصف گھنٹہ آپ لینگے۔ جس سے آپکی تقریر کا وقت لازماً ۳ گھنٹہ مقرر ہو گیا۔ اور جن لوگوں نے تحقیق کے لئے آنا ہے۔ ان کے لئے صرف آدھ گھنٹہ بچا۔ جو آپ کے ۳ گھنٹے کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ اور یہ آپ خود سوچ سکتے ہیں۔ کہ اس آدھ گھنٹہ میں کوئی کیا تسلی کر سکتا ہے حالانکہ آپکی غرض ہے۔ کہ لوگ آ کر تسلی کریں۔ اس لئے میری درخواست ہے۔ کہ جتنا وقت آپ نے اپنے لئے رکھا ہے۔ اتنا ہی وقت فریق مقابل کے لئے رکھیں۔ تاکہ جو آپکی اصل غرض تحقیق حق ہے۔ وہ کچھ نہ کچھ تو پوری ہو سکے اگر آپ اس توسیع وقت کو منظور کر لیں جس کے منظور کرنے میں آپکو کوئی عذر نہیں چاہیئے۔ کیونکہ اس سے آپکا اصل مدعا حاصل ہوتا ہے پھر دوسری غرض یہ ہے کہ سوال و جواب کے لئے ایک پروگرام پہلے تیار ہونا چاہیئے کہ جس کے مطابق سلسلہ گفتگو ہو گا۔ جواب بواپسی بدست حامل رقعہ فرما کر مشکور کریں۔ فقط والسلام

غلام رسول راجیکی ۲۵ دسمبر ۱۹۱۸ء

اس رقعہ میں جو مطالبہ کیا گیا تھا۔ وہ بالکل صاحب اور درست تھا۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اس لئے دوبارہ ان کو لکھا گیا۔ کہ

" مکرم جناب مولوی محمد علی صاحب السلام علیکم

آج صبح جناب کی خدمت میں جو رقعہ بدست منشی مفتی حسین صاحب بسلامتی بھیجا گیا ہے۔ اس کے جواب کا انتظار ہے۔ ابھی تک کوئی جواب جناب کا آدمی نہیں لایا اسی خیال سے پہلے رقعہ میں عرض کیا گیا تھا کہ جواب حامل رقعہ کے ہاتھ ہی بھیجدیا جاوے۔ اب پھر متضرع ہوں کہ جناب نفی یا اثبات میں جیسا مناسب تصور فرمائیں جواب سے مطلع فرمائیں۔ تاکہ جو احباب باہر سے آئے ہیں انکو بھی اطلاع کر دی جاوے کہ آپ اپنے جلسہ میں مباحثین سے تبادلہ خیالات کرنے پر تیار ہیں یا نہیں توسیع وقت کی جو درخواست میں نے پہلے رقعہ میں کی ہے امید ہے کہ وہ منظور ہو گئی ہوگی۔ اسکا پروگرام بھی ساتھ ہی بھیجدیں تاکہ ہم بھی غور کر لیں۔

غلام رسول راجیکی ۲۵ - دسمبر ۱۹۱۸ء

اس کے جواب میں مولوی محمد علی صاحب نے جو کچھ زبانی کہا۔ وہ یہ تھا۔ کہ میں بحث کے لئے تیار نہیں ہوں۔ مگر باوجود اس کھلے فرار کے انہوں نے جو بہت تھوڑا اور بالکل ناکافی وقت دیا۔ اور اس میں جناب شیخ عبدالرحمن صاحب نے جو گفتگو کی وہ آئندہ درج کی جائیگی۔ جس کے مرتب کر کے دینے کا شیخ صاحب موصوف نے وعدہ فرمایا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۳۱- دسمبر ۱۹۱۸ء

امّت محمدیّہ میں مجدّد

موجودہ صدی کے مجدّد کا مطالبہ

(۲)

گذشتہ نمبر میں ہم ان لوگوں کے خیالات فاسدہ کو باطل ثابت کر چکے ہیں۔ جو رسولکریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو جس میں ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کے مبعوث ہونے کا ذکر ہے اپنی کم بختی و نادانی سے وضعی اور کسی دشمن اسلام کا قول قرار دیتے ہیں۔ اب ان لوگوں کے خیالات پر تنقید کرنا چاہتے ہیں۔ جو اس حدیث کو تو صحیح سمجھتے ہیں۔ مگر سمجھدار لوگوں کے اس مطالبہ کو ٹالنے کے لئے۔ کہ اس چودھویں صدی کا مجدّد کون ہے عجیب عجیب تاویلیں کرتے ہیں۔

اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۸- اکتوبر ۱۹۱۸ء میں کسی شخص کا ایک سوال شائع ہوا ہے جو یہ ہے۔ کہ

"۱۳ صدیوں کے ۱۳ مجدد آگئے ہوں تو اب یہ بتلایا جائے۔ کہ اس صدی چہاردہم کا مجدّد کون آیا۔ حسب ارشاد رسول اکرم۔ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کا آنا ضروری ہے۔ حالانکہ آغاز صدی ہو کر ۳۶ سال ہوتے ہیں۔ پھر کون مجدّد آیا۔ ہم کو اس مجدد زمانہ حال کی شناخت ضروری ہے۔ ورنہ بموجب حدیث شریف جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کرے وہ بیشک جاہلیت کی موت سے مرا۔ صادق آیگی"

اگرچہ اس سوال کی بے ربط سی عبارت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ ایڈیٹر صاحب اہلحدیث نے جواب دینے میں آسانی پیدا کرنے کے لئے اس میں تحریف اور تغیر و تبدل سے کام لیا ہے۔ تاہم اس کا مطلب صاف اور واضح طور پر ظاہر ہو رہا ہے پیشتر اس کے کہ ہم اس نہایت معقول اور زبردست مطالبہ کا وہ لغو اور فضول جواب پیش کر کے اس کے نقائص اور غلطیوں کو بیان کریں۔ جو ایڈیٹر صاحب اہلحدیث نے دیا ہے۔ ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کے اس پیچ و تاب اور سراسیمگی کا کسی قدر ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ جو اس سوال کو درج کرتے وقت انہیں لاحق ہوئی ہے۔

مذکورہ بالا سوال کو درج کرنے سے پیشتر جو تمہیدی الفاظ ایڈیٹر صاحب اہلحدیث نے لکھے ہیں۔ اور جن سے ان کی اس کمزوری اور بودا پن کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔ جس کا احساس انہیں اس قسم کے سوالات کے جواب دینے پر خود بخود ہوا کرتا ہے۔ یہ ہیں۔ کہ

"مرزا صاحب قادیان کے مشن۔ مذہب مشرب۔ اور دین کی تحقیق تو صرف اس طرح سے ہو سکتی ہے۔ کہ ان کی روحانی علامات کی تنقید کی جائے۔ یعنی جن امور کو انھوں نے اپنے روحانی مرتبت کی علامت قرار دیا ہے۔ ان کو جانچا جائے۔ مثلاً ان کی الہامی پیشگوئیوں کی پڑتال کی جائے۔ وہ صحیح ہیں۔ تو دعویٰ صحیح۔ وہ غلط ہیں۔ تو دعویٰ غلط۔ مگر قادیانی اُمت بھی کچھ کم ہوشیار نہیں وہ جانتے ہیں۔ کہ یہاں پانی مرتا ہے اس لئے وہ بڑی ہوشیاری سے اپنی کشتی کو بھنور سے نکال کر الگ لیجانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ہمارے سیدھے سادے نیک دل احباب ان کی اس روش میں تعاقب کرتے کرتے انہیں کے پیچھے چلے جاتے ہیں[۱] ہماری کوشش ابتدا سے یہی رہی کہ ہم قادیانی مشن کے متعلق پبلک کو تحقیقات کی سیدھی راہ بتا دیں۔ الحمد للہ بہت سے حصے میں ہم کامیاب بھی ہو گئے[۲] چنانچہ اب یہ حال ہے۔ کہ جہاں کہیں قادیانی اُمت نے وفات مسیح[۳] وغیرہ اِدھر اُدھر کی باتیں پیش کیں۔ تو حاضرین نے جواب دیا۔ مرزا صاحب کی حقانیت بتاؤ۔ یہ نہیں سنتے کون مرا اور کون جیا"

ہنر بنما اگر داری نہ جوہر

---

[۱] کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ احمدی ہو جاتے ہیں۔

[۲] اصولی اور زبردست مسائل پر گفتگو کرنے سے پہلوتہی کرنے کو کامیابی کہنا آپ ہی ایسے انسان کا کام ہے۔

[۳] دیکھئے حیات مسیح کے مسئلہ کو اِدھر اُدھر کی باتوں میں سے ایک بات کہہ کر اس پر ہمارے ساتھ گفتگو کرنے سے کس طرح جان چھڑانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ حالانکہ یہی ایک ایسا مسئلہ ہے۔ کہ اگر اس کا فیصلہ ہو جائے۔ تو پھر کوئی اور جھگڑا باقی ہی نہیں رہجاتا۔ نہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے پر گفتگو کرنے کی حاجت رہتی ہے۔ نہ آپ کی پیشگوئیوں پر۔ کیونکہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر ثابت ہو جائیگے تو پھر حضرت مرزا صاحب کے تمام دعاوی غلط ثابت ہو جائیں گے۔ مگر ایسے اہم مسئلہ پر گفتگو کرنے سے جی چرانا اور بھاگے بھاگے پھرنا ثبوت ہے۔ اس بات کا کہ ہمارے مخالفین حیات مسیح کے عقیدہ کا اپنے پاس کوئی ثبوت نہیں رکھتے۔ اور نہ ہی عقیدہ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ہمارے

مگر سارے انسان ایک ہی طبیعت کے نہیں ہوتے بعض اطراف میں ہنوز ان کا دار چل جاتا ہے۔ یعنی گو لوگ دعاوی مرزا کو غلط جانتے ہیں۔ مگر بعض تحقیق ان کے سوالات کے جوابات سننا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ایسے ہی چند سوالات کا ایک مجموعہ ہمارے پاس آیا ہوا ہے۔ جو معہ جواب درج ذیل ہے۔"

یہ ہے وہ تمہید جو ایڈیٹر صاحب اہلحدیث نے موجودہ صدی کے مجدد کا مطالبہ کرنے والے سائل کا سوال درج کرنے سے پہلے لکھی ہے۔ اور جسے ہم نے لفظ بہ لفظ اوپر نقل کر دیا ہے۔ اس کے متعلق ہم مولوی ثناء اللہ صاحب سے دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ سائل نے تو اپنے سوال میں ایک لفظ تک بھی حضرت مرزا صاحب۔ اور آپ کے دعاوی کے متعلق نہیں لکھا۔ پھر آپ نے کیوں خواہ مخواہ حضرت مرزا صاحب کا ذکر چھیڑ دیا۔ کیا اس کا صاف اور واضح طور پر یہ مطلب نہیں ظاہر ہو رہا۔ کہ چونکہ آپ سائل کے سوال کا جواب دینے سے بالکل عاجز اور درماندہ ہو گئے ہیں۔ اس لئے اسے ایک غیر متعلق سوال کی طرف کھینچ کر لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیا نری کی بات ہے۔ سائل تو پوچھتا ہے۔ کہ

"یہ بتلایا جائے کہ اس صدی چہاردہم کا مجدد کون آیا"

لیکن اسے اس سوال سے ہٹا کر یہ کہا جاتا ہے کہ

"مرزا صاحب قادیانی کے مشن۔ مذہب مشرب اور دین کی تحقیق۔ تو صرف اس طرح سے ہو سکتی ہے کہ۔ ان کی روحانی علامات کی تنقید کی جائے۔ یعنی جن امور کو انھوں نے اپنے روحانی مراتب کی علامت قرار دیا ہے۔ ان کو جانچا جائے۔"

ان عقلمند سے کوئی پوچھے۔ کہ آپ "سوال از آسمان جواب از ریسمان" کے کیوں مصداق ہو رہے ہیں۔ آپ سے سائل نے یہ کب پوچھا ہے۔ کہ "مرزا صاحب قادیانی کے مشن مذہب۔ مشرب۔ اور دین کی تحقیق" کس طرح ہو سکتی ہے۔ وہ تو آپ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو پیش کر کے اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونے والے مجدد کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اس کا جواب دیجئے۔ اس سوال سے حضرت مرزا صاحب کا کیا تعلق ہے۔ کہ آپ ان کا ذکر خواہ مخواہ کرنے بیٹھ گئے ہیں۔ اور

"اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی"

کے مصداق ہو رہے ہیں۔

آپ ذرا عقل و فکر سے کام لیکر تو بتلائیں کہ اگر بفرض محال حضرت مرزا صاحب اس زمانہ میں پیدا ہی نہ ہوئے ہوتے۔ تو کیا اس صورت میں آپ سے سائل اس صدی کے سر پر مبعوث ہونے والے مجدد کا پتہ نشان پوچھنے کا حق رکھتا تھا یا نہیں۔ ضرور رکھتا تھا۔ کیونکہ اس کے مطالبہ کی بنیاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ حدیث ہے جس کے صحیح ہونے کا آپ کو بھی اعتراف ہے نہ کہ حضرت مرزا صاحب کی ذات والا صفات۔ پھر اس موقعہ پر حضرت مرزا صاحب کا ذکر کرنے کی آپ کو کیوں ضرورت پیش آئی۔ اور کیوں آپ نے اصل سوال کا جواب دینے کی بجائے سائل کو ایک اور طرف لے جانے کی کوشش کی۔ سائل کے اس سوال سے صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ وہ حضرت مرزا صاحب کے "مشن۔ مذہب۔ مشرب اور دین کی تحقیق" نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے رو سے اس صدی کے سر پر مبعوث ہونے والے مجدد کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ اس لئے اسے مجدد کا پتہ بتانا چاہیئے اور اگر کوئی مجدد نہیں مل سکتا تو اکو یہ کہنا چاہیئے کہ یہ حدیث ہی غلط ہے۔ نہ کہ جس بات کا اس نے ذکر ہی نہیں کیا۔ وہ اس کے سامنے رکھنی چاہیئے۔ لیکن بات یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس سوال کا کوئی قابل اطمینان اور تسلی بخش جواب دینے کی ہمت نہ پا کر اس نہایت معقول اور صحیح مطالبہ کو ہی غتر بود کرنا چاہا ہے تاکہ نہ ان سے کوئی یہ مطالبہ کرے۔ اور نہ انھیں اسے پورا نہ کر سکنے کی ندامت اور شرمندگی اٹھانی پڑے۔ مگر انھیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس قسم کی مذبوحی حرکات سے اس مطالبہ کو ان لوگوں کے ذہنوں سے ہرگز نہیں نکالا جا سکتا۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور رسول سمجھتے ہیں۔ اور آپ کے منہ سے نکلے ہوئے کلمات اور ارشادات کے حرف بحرف صحیح اور درست ہونے پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ ان اللہ عزوجل یبعث لهذه الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لها دینها۔ اور پھر یہ پورا نہ ہو اور اس صدی کے سر پر جس کے اب ۳۶ سال گذر گئے ہیں۔ کسی مجدد کو خدا تعالیٰ نے دین اسلام کو تازہ کرنے کے لئے مبعوث نہ کیا ہو۔ کیونکہ اگر اس صدی کے سر پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق کوئی مجدد مبعوث نہ ہو تو اس سے رسول کریم کی ذات والا صفات پر مخالفین اسلام کی طرف سے اتنا بڑا حملہ ہوتا ہے۔ کہ جس کا کوئی جواب ہی نہیں ہو سکتا غیر مذاہب کے لوگ اس حدیث کو پیش کر کے مسلمانوں کو کہہ سکتے ہیں۔ کہ جب تم تسلیم کرتے ہو کہ یہ ہمارے رسول کی حدیث ہے۔ تو ہم اسی کے مطابق تمہارے رسول کی صداقت کو پرکھنا چاہتے ہیں۔ مہربانی کر کے اس کے مطابق موجودہ

صدی کے سر پر خدا کی طرف سے مبعوث ہونے والے مجدد کو پیش کیجئے۔ اگر تم کسی کو پیش نہیں کر سکتے۔ تو معلوم ہوا کہ تمھارے رسول نے جو کچھ کہا وہ غلط نکلا۔ اور جب اس کا کہنا جھوٹ ثابت ہو گیا۔ تو وہ خود بھی (نعوذ باللہ) جھوٹا ثابت ہو گیا۔ اس کا مسلمان کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اور نہ ہی اس اعتراض سے بچنے کا سوائے اس کے کوئی طریق ہے۔ کہ موجودہ صدی کے مجدد کا پتہ لگایا جائے۔ اور اسے غیر مذاہب کے سامنے پیش کر کے کہا جائے کہ دیکھو ہمارے رسول نے جو پیشگوئی کی تھی۔ وہ کیسی صاف اور واضح طور پر پوری ہو رہی ہے۔ پس ہر ایک اس شخص کے دل میں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اصدق الصادقین یقین کرتا۔ آپ کو خدا تعالیٰ کا نبی سمجھتا۔ اور دنیا پر آپ کی صداقت ظاہر کرنا چاہتا ہے اس کے دل میں موجودہ صدی کے مجدد کو تلاش کرنے کی ایک تڑپ اور اضطراب بھرا ہوا ہے۔ اور یہ اضطراب اس وقت تک دور نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ مجدد کا پتہ نہ لگائے ایسے لوگوں کو اخوان الشیاطین ہزار دھوکے فریب دیں۔ اور لاکھوں جتن سے روکنے کی کوشش کریں۔ وہ اس وقت تک کبھی خاموش نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ موجودہ صدی کے مجدد کا پتہ نہ لگا لیں۔ اور اس کے سامنے سر نیاز خم نہ کر دیں۔

آئندہ نمبر میں ہم انشاء اللہ ان مغالطوں اور دھوکہ دہیوں کی قلعی کھولیں گے۔ جو موجودہ صدی کے مجدد کے مطالبہ کو ٹالنے کے لئے مولوی ثناء اللہ صاحب نے دی ہیں۔ اور بتائیں گے کہ یہ طلب صادق رکھنے والے اصحاب کے سامنے مکڑی کے جالے جتنی بھی وقعت نہیں رکھتیں۔

مسئلہ وفات مسیح اور مولوی ثناء اللہ صاحب

حضرت مسیح ناصری کی وفات کا مسئلہ خدا تعالیٰ کے نبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ایسا صاف ہو گیا ہے۔ کہ اب اس میں کسی مخالفانہ بحث کی ہرگز ہرگز گنجائش نہیں رہی اور کسی مخالف کو جرأت نہیں ہوتی کہ اس کے متعلق بحث کے لئے تیار ہو۔ تاہم کچھ ایسے لوگ ہیں۔ جو مقابلہ پر آنے کی تو جرأت نہیں کرتے۔ البتہ عوام الناس کو غلط فہمی میں مبتلا رکھنے کے لئے کبھی کبھی آواز اٹھاتے رہتے ہیں۔

اور تو اور مولوی ثناء اللہ صاحب بھی جن کی تفسیر ثنائی میں حضرت مسیح کے فوت ہونے کا اقرار ہے دوسروں کے سامنے وفات مسیح سے انکار کرتے اور خود نوشتہ الفاظ پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مسئلہ وفات مسیح کے متعلق مشہور آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب کی تفسیر میں مولوی صاحب مذکور نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ

"پھر جب تو نے مجھے فوت کر دیا تو تو ہی ان کا نگہبان تھا"

(تفسیر ثنائی جلد ۳ ص)

یہ آیت سورہ مائدہ کے آخری رکوع کی ہے اور یہ وہ رکوع ہے کہ جس میں اس سوال و جواب کا ذکر ہے۔ جو خداوند کریم اور حضرت مسیح میں ان کی امت کے بگڑنے کے متعلق ہوئے ہیں خدا کی طرف سے سوال ہو گا کہ اے عیسیٰ کیا تم نے اپنی امت کے لوگوں کو یہ تعلیم دی تھی۔ کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بناؤ اس کے جواب میں حضرت عیسیٰ عرض کریں گے خدایا میں نے تو ان کو وہی بتایا جو آپ نے فرمایا اور میری موجودگی میں وہ انہی عقائد کے معتقد تھے۔ جو میں نے ان کو تلقین کئے لیکن "جب تو نے مجھے فوت کر لیا تو تو ہی ان کا نگہبان تھا" یعنی ان کا عقیدہ جس کے متعلق مجھ سے دریافت کیا جاتا ہے۔ میری موت کے بعد ہوا ہے۔ میری زندگی میں ان کا یہ عقیدہ نہ تھا۔ کہ میں اور میری ماں خدا ہیں چونکہ اس سوال و جواب سے صاف ظاہر ہے کہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں الٰہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ کی زندگی میں نہیں تھا۔ خواہ ان کی زندگی زمین پر ہو یا آسمان پر۔ بلکہ ان کے فوت ہو جانے کے بعد ہوا۔ کیونکہ وہ اس کے متعلق اپنی لاعلمی کا اظہار بالفاظ مولوی ثناء اللہ صاحب یوں کرتے ہیں کہ "جب تو نے مجھے فوت کر لیا۔ تو تو ہی ان کا نگہبان تھا" یعنی چونکہ میں فوت ہو گیا اس لئے مجھے علم نہیں کہ میرے مرنے کے بعد انہوں نے کیا عقیدہ اختیار کر لیا۔ اس کی خبر تو تو ہی رکھتا ہے۔ کیونکہ تو ہی ان کا نگہبان تھا۔

اب سوال یہ ہے کہ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں کے الٰہ ہونے کا عقیدہ رکھنے والے لوگ ہیں یا نہیں۔ ظاہر ہے کہ ہیں۔ اور مدت سے چلے آ رہے ہیں اور چلے جائیں گے۔ ایسی صورت میں غور کرنے کا مقام ہے۔ کہ اگر اس وقت تک حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ موجود ہیں اور زمین پر آ کر اپنی آنکھوں سے دیکھ اور اپنے کانوں سے سن لیں گے۔ کہ انھیں اور ان کی ماں کو الٰہ بنایا جا رہا ہے۔ تو پھر اس بات کے متعلق قیامت کے دن دریافت کرنے پر خدا تعالیٰ کو یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ "جب تو نے مجھے فوت کر لیا تو تو ہی ان کا نگہبان تھا" کیا جب وہ بقول غیر احمدیاں دوبارہ آئیں گے۔ تو ان لوگوں

کو نہیں دیکھیں گے - جو انھیں اور ان کی ماں کو الٰہ کہتے ہیں - اگر دیکھیں گے تو قیامت کو خدا تعالےٰ کے حضور انکا مذکورہ بالا جواب کس طرح درست ہو سکتا ہے - یہ تو اسی صورت میں درست ہو سکتا ہے - کہ جب تک وہ زندہ رہیں - خواہ آسمان پر یا زمین پر اس وقت تک انھیں اور ان کی ماں کو کسی نے الٰہ نہ بنایا ہو اور ان کے فوت ہو جانے کے بعد یہ عقیدہ گھڑا گیا ہو - لیکن چونکہ اس وقت بے شمار ایسے لوگ موجود ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں اس لئے یا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس جواب کو غلط قرار دینا پڑیگا یا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ انکیں اور ان کی ماں کو الٰہ کہنے کا عقیدہ گھڑے جانے سے پہلے وہ فوت ہو چکے تھے - ان کے جواب کو تو کسی صورت میں غلط نہیں کہا جا سکتا - کیونکہ جب کسی ادنیٰ سے ادنیٰ انسان کی طاقت میں نہیں ہے کہ خدا تعالےٰ کے حضور جھوٹ بولے - اور جو بات اس سے دریافت کی جائے اس کا صحیح جواب نہ دے - تو ایک نبی کے متعلق کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اس نے خدا کے حضور جھوٹ بولا - اور جان بوجھ کر کہدیا کہ تو ہی جانتا ہے - یعنی مجھے اس کے متعلق کچھ علم نہیں - پس یہ تو کہا نہیں جا سکتا اس لئے یہی تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تو اس وقت تک آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں - اور نہ دوبارہ دنیا میں آئیں گے - بلکہ فوت ہو چکے ہیں -

اب صاف ظاہر ہے کہ آیت فلما توفیتنی میں حضرت عیسیٰ کی وفات کا اقرار خود ان کی زبان سے مل رہا ہے - بشرطیکہ فلما توفیتنی کے یہ معنی لئے جائیں کہ "جب تونے مجھے فوت کر لیا" اور کوئی شخص علم وعقل کو جواب دیکے اور اپنے تئیں عربی سے بالکل جاہل ثابت کئے بغیر ان معنوں کے سوا کوئی اور معنی کر بھی نہیں سکتا حتیٰ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ایسے انسان کو بھی یہی معنی کرنے کے لئے مجبور ہونا پڑا ہے - اگرچہ دوسروں کے لئے وفات مسیح کے سمجھنے میں یہ آسانی پیدا کرنے پر اب وہ پچھتاتے ہوئے نظر آتے ہیں چنانچہ جب حال ہی میں ان سے کسی نے پوچھا کہ

"آیت فلما توفیتنی کا ترجمہ جناب نے تفسیر ثنائی میں موت کا کیوں کیا جس کی وجہ سے آپ کی تحریر وفات مسیح میں مصدقہ ہوئی"

تو اس کا یہ جواب دیکر انھوں نے سائل کو ٹالنا چاہا ہے - کہ

"یہ گفتگو قیامت کے روز کی ہے اس سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو یہ کہ حضرت عیسیٰ قیامت سے پہلے ضرور فوت ہو چکے ہونگے - اس سے ہمکو بھی انکار نہیں - انکار ہے تو اس وقت کی موت سے ہے - پھر بتایئے تفسیر ثنائی کی عبارت سے آجکل کی موت کا ثبوت دینا - خود غرضی نہیں - تو کیا ہے"

یہ جواب ظاہر ہے - کہ جو سوال پوچھا گیا ہے - اس کا نہیں ہے - پوچھا تو یہ گیا ہے - کہ آیت فلما توفیتنی کا ترجمہ جناب نے تفسیر ثنائی میں موت کا کیوں کیا "، لیکن اس کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں لکھا گیا - جو ثبوت ہے اس بات کا کہ انھوں نے تسلیم کر لیا - کہ اس آیت میں توفی کا لفظ موت کے معنی میں ہی آیا ہے - البتہ انھوں نے یہ کہکر دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے - کہ ان کی تفسیر میں حضرت عیسیٰ کی جس وفات کا ذکر ہے - وہ کسی وقت قبل قیامت ہوگی - فی الحال نہیں ہوئی - مگر ہم اس دھوکہ دہی کو اوپر بالکل دور کر چکے ہیں - اور ثابت کر چکے ہیں - کہ حضرت مسیح اور خدا تعالیٰ کی جو گفتگو قرآن کریم میں درج ہے - اسے قیامت کے دن کے لئے قرار دینے سے - ان کی اس وقت کی زندگی ثابت نہیں ہوتی - بلکہ اُسی وقت کی موت ثابت ہوتی ہے - جیسا کہ اس جواب سے . . . . ظاہر ہے - جو حضرت مسیح نے دیا - اور جس کا ترجمہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بدیں الفاظ کیا کہ :-

"جب تونے مجھے فوت کر لیا تو تو ہی انکا نگہبان تھا"

اس جواب سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں - اول یہ کہ حضرت مسیح کی اُمت ان کی حیات میں ان کی اور انکی والدہ کی الوہیت کی قائل نہیں ہوئی تھی - بلکہ جب خدا نے انھیں فوت کر لیا" تب وہ اس عقیدہ کی قائل ہوئی اب سوال ہوتا ہے کہ کیا اس وقت حضرت مسیح کی اُمت حضرت مسیح اور آپکی والدہ کی الوہیت کی قائل ہے یا نہیں - اگر ہے تو اس کے ماننے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ حضرت مسیح کی وفات ہو چکی - کیونکہ حضرت مسیح کا قیامت کے دن یہی بیان ہے - کہ میری اُمت کا بگڑنا میری حیات کا واقعہ نہیں - بلکہ میرے فوت کئے جانے کے بعد کا ہے

دوم یہ کہ حضرت مسیح اب اگر زندہ بھی ہوں تو اس دنیا میں قیامت تک نہیں آ سکتے - اور اگر آئیں گے تو قیامت ہی کے دن آئیں گے کیونکہ وہ قیامت کے روز صاف اور صریح الفاظ میں اپنی اُمت کے بگڑنے سے لاعلمی ظاہر کریں گے - اگر قیامت سے قبل ان کا آنا تسلیم کر لیا جائے - تو ماننا پڑیگا کہ نعوذ باللہ خدا تعالےٰ کے سامنے انھوں نے غلط بیانی سے کام لیا - اور باوجود دنیا میں آکر اپنی قوم کو بگڑا ہوا دیکھنے کے اس سے لاعلمی ظاہر کی لیکن یہ ایک نبی کی شان سے بہت بعید بات ہے - اس لئے یہی ماننا پڑے گا کہ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے - اور نہ آنے کی وجہ یہ ہے - کہ خدا نے انھیں فوت کر لیا جیسا کہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب نے ان کے جواب فلما توفیتنی کے یہ معنی کئے ہیں - کہ "جب تونے مجھے فوت کر لیا"

پس اس گفتگو کو قیامت پر اُٹھا رکھنے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی -

آیت خاتم النبیین

جناب مولانا حکیم عبید اللہ صاحب بسمل نے جو "حق الیقین" کے نام سے کتاب شائع کی ہے - اور جس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی رائے گذشتہ پرچہ میں درج کی گئی ہے - اس میں سے آیت خاتم النبیین کے متعلق کچھ اقتباس درج ذیل ہے - امید ہے - کہ احباب دلچسپی سے پڑھینگے - اور اصل کتاب کو منگوا کر فائدہ اٹھانے کی ضرورت محسوس کریں گے - (ایڈیٹر)

مولوی محمد علی صاحب ایم - اے کا قول ہے - کہ اگر آپ کے بعد نبی آجائے تو آپ کی ابوت روحانی کا سلسلہ قطع ہوجائیگا - اور پھر دوسرے نبی کی اولاد چلیگی - اس لئے خاتم النبیین ارشاد ہوا ہے - اگر بے ادبی معاف ہو تو جو مولوی صاحب نے خاتم النبیین کے ارشاد کی غرض بیان فرمائی ہے - اس سے تو یہودی خاتم النبیین کی غرض بدرجہا اچھی بیان کرتے ہیں - کیونکہ ان کا بھی یہی دعوےٰ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خاتم النبیین ہیں - جیسا کہ مجمع البیان میں ہے - ان الیھود یدعون ان موسیٰ مثل ذلک وھم مع ذلک یجوزون بعدہ انبیاء - لیکن ان کے اعتقاد میں حضرت موسیٰ ایسے خاتم النبیین یعنی روحانی ابوالانبیاء تھے - کہ انکے بعد ان کی شریعت کے تابع صدہا انبیاء بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے - اور امت موسیٰ امت موسیٰ ہی رہی - نہ امت حزقیل کہلائی - نہ امت سموئیل - اور حضرت موسیٰ کے خاتم النبیین یعنی روحانی ابوالمتنبئین اور روحانی ابوالنبیین ہونے میں مطلق فرق نہ آیا اور نہ آسکتا ہے - اور ان انبیاء کی روحانی اولاد یا جسمانی اولاد سب حضرت موسیٰ کی روحانی اولاد سمجھی گئی - اور سمجھی جاتی ہے - اولاد کی اولاد اولاد ہی کہلاتی ہے - جب جسمانی سلسلہ میں مورث اعلیٰ کی ابوت میں فرق نہیں آتا تو کیا روحانی سلسلہ ہی ایسا گیا گذرا ہے - کہ اس میں روحانی بیٹے کے پیدا ہونے سے مورث اعلیٰ کی روحانیت کا سلسلہ لا انتہا قطع ہو جاتا ہے - اگر ہو جاتا ہے تو انتہائی تعجب - اگر جسمانی سلسلہ میں مورث اعلیٰ کی ابوت کا سلسلہ جسمانی بیٹے کے پیدا ہونے سے قطع نہیں ہوتا تو روحانی سلسلہ میں قطعیت کا لزوم کہاں سے آگیا - کہ مولوی صاحب فرماتے ہیں - اگر آپ کے بعد کوئی نبی آجاوے - تو لازماً آپکی ابوت روحانی کا سلسلہ قطع ہو جائیگا - گویا مولوی صاحب لوگوں کو یہ سبق پڑھا رہے ہیں - کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کا سلسلہ ایسا زبردست تھا - کہ ان کے بعد ہزارہا انبیاء کے مبعوث بانبوت ہونے سے منقطع نہ ہوا مگر عیاذاً باللہ سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا سلسلہ ایسا کمزور ہے - کہ اگر آنجناب کے بعد ایک نبی بھی آپ کی امت میں آگیا - تو لازماً آپ کی نبوت کا سلسلہ منقطع ہو جائیگا - اور تمام شیرازۂ شریعت درہم برہم ہو جائیگا - اور وہ نبی خواہ امتی ہی کیوں نہ ہو - مگر امت محمدیہ امت محمدیہ نہیں رہیگی -

لیکن چونکہ صاحب الوحی کی قدر و منزلت صاحب وحی ہی جانتا ہے اھل مکۃ اعرف بشعابھا - اور وحی الٰہی کے رموز کو بشر ذوالوحی ہی خوب پہچانتا ہے - رب البیت ادریٰ بما فی البیت - حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء اس ارشاد کی علت غائی اور غرض اصلی یوں بیان فرماتے ہیں - اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپکو افاضۂ الکمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی - اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپکی توجہ روحانی نبی تراش ہے - (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام "چشمۂ معرفت" میں فرماتے ہیں - مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فخر دیا گیا - کہ وہ ان معنوں سے خاتم النبیین ہیں کہ ایک تو تمام کمالات ان پر ختم ہیں - اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ ہی کوئی ایسا نبی ہے - جو ان کی امت سے باہر ہو - بلکہ وہ امتی کہلاتا ہے - نہ مستقل نبی

پیچ ہر نبی کی عزت بنی ہی جانتا ہے ؎
ہر کہ گوید شنیدہ ہے گوید
فرخ است آنکہ دیدہ میگوید

خلاصہ کلام یہ ہے - کہ خاتم النبیین دو غرضوں کے لئے ارشاد ہوا ہے - ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام کمالات نبوت ختم ہوگئے ہیں - اور یہ معنی الختم بمعنی بپایاں بردن سے ماخوذ ہیں -

دوسرے یہ کہ آئندہ آنے والے انبیاء آپکی مہر سے اور آپ کی شریعت کے تابع ہونگے دوسرے رسول تو اپنی اپنی امتوں کے روحانی باپ تھے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روحانی فضیلت حاصل ہے - کہ آپ آئندہ انبیاء کے روحانی باپ ہونگے - اور ان آنے والے انبیاء کے روحانی فرزند دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند ہونگے - اور یہ معنی الختم بمعنی مہر کردن سے ماخوذ ہیں - اصل اختلاف ہم میں اور ہمارے مخالفوں میں یہ ہے کہ :-

ہم	وہ
(۱) ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد میں انبیاء ہو سکتے ہیں	(۱) وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد میں انبیاء نہیں ہو سکتے -
(۲) ہم کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع انبیاء کے آنے سے آپکی شان بڑھتی ہے -	(۲) وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت کی شریعت کے تابع انبیاء کے آنے سے حضرت کی شان گھٹتی ہے -

ہم کہتے ہیں	وہ کہتے ہیں
(۳) ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں انبیاء کی بعثت سے اُمت محمدیہ کی عزت ثابت ہوتی ہے۔	(۳) وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں انبیاء کی بعثت سے اُمت محمدیہ کی عزت جاتی رہتی ہے۔
(۴) ہم کہتے ہیں کہ نبوت انعام الٰہی ہے۔ اور آنحضرت صلعم اپنی اُمت کے منہ پر اس انعام الٰہی کا دروازہ کھولنے والے ہیں	(۴) وہ کہتے ہیں کہ نبوت بیشک انعام الٰہی ہے مگر آنحضرت اپنی اُمت کے منہ پر اس انعام الٰہی کا دروازہ بند کرنے والے ہیں
(۵) ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری تشریعی نبی تھے۔	(۵) وہ کہتے ہیں کہ نہیں آخری نبی تھے
(۶) ہم کہتے ہیں آنحضرت کی مہر سے نبی ہونگے۔	(۶) وہ کہتے ہیں آنحضرت کی مہر سے کوئی نبی نہیں ہو سکتا

لہٰذا ان تنازعات کے تصفیہ کے لئے ضروری ہے۔ کہ آیت خاتم النبیین کی جو بھی صورتیں لفظاً یا معناً لغت عرب سے یا نحوی قواعد سے ہو سکتی ہوں۔ ان پر الگ الگ ایک نظر غائر ڈال کر دیکھا جائے۔ کہ ان کا مفہوم کسی قسم کی نبی کی بعثت کا مانع ہے یا نہیں۔ اگر مانع ہے تو کس قسم کے نبی پر آیا تشریعی پر یا غیر تشریعی پر پھر تابع شریعت محمدیہ پر یا غیر تابع شریعت محمدیہ پر پھر مستقل نبی پر یا ظلی اور بروزی نبی پر تاکہ جن معانی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ثابت ہوتی ہو ان کو لے لیا جائے۔ اور جن سے فضیلت کا پہلو نہ نکلتا ہو۔ انکو ترک کر دیا جائے چونکہ یہ آیت کریمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت میں وارد ہے۔ اس لئے اس آیت کے معنی تحقیق کرنے میں تین اصول کا لحاظ از بس ضروری ہے۔ (۱) ان معنوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا ثبوت ملتا ہو (۲) وہ معنی کسی نص صریح قطعی الدلالۃ قرآنی کے مخالف نہ ہوں۔

(۳) لغت عرب اس معنی کا مؤید ہو۔

پھر ان اصول ثلاثہ کی پابندی سے اگر کوئی معنی ثابت ہو جائیں۔ قرآن کی نسبت معنی جدید یا خلاف جمہور مفسرین کا عذر اٹھانا درست نہیں کیونکہ قرآن کریم کی آیتوں کے معانی غیر محدود ہیں جو اپنے اپنے وقت پر کھلتے رہتے ہیں ولو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا۔

حیات مسیح پر صحابہ کا اجماع ہوا یا وفات مسیح پر

ایک غیر مقلد مولوی صاحب کے پاس ایک حیدرآبادی مولوی کی کتاب تھی جو اس نے ازالہ اوہام کے جواب میں لکھی ہے۔ انھوں نے مجھکو بامرار کہا کہ آؤ تم کو اس کتاب سے کچھ سنائیں میں نے کہا بسم اللہ سنایئے۔ حیدرآبادی مولوی نے حیات مسیح کے اثبات میں ایک جگہ لکھا ہو کہ جیسے کہ آیہ فان آمنوا بمثل ما آمنتم بہ فقد اھتدوا آپ سے ظاہر ہے سیئد حیات و وفات مسیح میں بھی دیکھنا چاہیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کیا عقیدہ تھا۔ سو ظاہر ہے کہ تمام صحابہ کرام کا اجماع حیات مسیح پر ہی ہوا الخ میں نے عرض کیا کہ حیدرآبادی مولوی نے لکھنے کو تو اجماع صحابہ لکھ دیا ہے مگر کاش کہ اتنے بڑے دعاوے بیجا کا ثبوت بھی کچھ ارقام فرمایا ہوتا۔ اچھا آپ ہی براہ مہربانی ہزار ہا صحابہ میں سے ایک سو پچاس۔ یا کم از کم پانچ صحابہ کا اتفاق ہی ثابت کر دیں ورنہ میں انشاء اللہ تمام صحابہ سے عموماً اور بعض صحابہ سے خصوصاً ثابت کرتا ہوں کہ وہ وفات مسیح ہی کے قائل تھے۔

مولوی صاحب نے کہا بھلا کس طرح آپ ثابت کر سکتے ہیں۔

میں نے کہا کہ سب سے پہلے صحابہ کبار کے سردار ابو بکر صدیق کا وہ خطبہ یاد کرو جو انھوں نے آنحضرت صلعم کی وفات پر تمام صحابہ کرام کے روبرو سنایا جس میں آیت وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سے استدلال کرکے نہ صرف رسول صلعم بلکہ ان سے پہلے جملہ رسولوں کی وفات کا اعلان کر دیا۔ اور کسی صحابی نے مسیح علیہ السلام کی حیات کا ذکر تک نہ کیا۔ اجماع تو اس کا نام ہے۔

دوم۔ حضرت ابن عباس جنھوں نے متوفیک کے معنی ممیتک کرکے لفظ توفی کے معنے مخصوص کر دیئے جیسے کہ صحیح بخاری اور فوز الکبیر شاہ ولی اللہ رح سے ثابت ہے۔ اور جو معنی غیر احمدی اس لفظ کے کرتے ہیں۔ وہ کسی حدیث یا صحابی سے منقول نہیں ہیں۔

سوم وچہارم حضرت عائشہ صدیقہؓ وحضرت فاطمۃ الزہراؓ جن سے حدیث عاش ابن مریم عشرین ومائۃ سنۃ یعنی زندہ رہا ابن مریم ایکسو بیس برس تک۔

توفی کے لفظ کے تو تم لوگوں نے کئی معنی گھڑ دیئے لیکن عیش اور عاش کے بھی کوئی اور معنی ہو سکتے ہیں۔ تو فرمایئے۔ حدیث مذکور کے لئے دیکھو کتاب حجج الکرامہ نواب صدیق حسن خاں صاحب میں وہ چنانکہ در طبرانی وحاکم در مستدرک از عائشہ آوردہ اند کہ قال فی مرضہ الذی توفی فیہ لفاطمۃ ان جبرئیل کان یعارضنی القرآن فی کل عام مرۃ وانہ عارضنی بالقرآن العام مرتین واخبرنی انہ لم یکن نبی الا عاش نصف الذی قبلہ واخبرنی ان عیسیٰ بن مریم عاش عشرین ومائۃ سنۃ ولا ارانی الا ذاہبا علی راس الستین ورجال ثقات ولہ طرق ص۳۲۸ پنجم حضرت عبداللہ بن عمر سے بحوالہ مستدرک تفسیر جلالین مع الکمالین میں یہی حدیث عاش ابن مریم مائۃ وعشرین سنۃ مروی ہے۔ زیر آیہ انی متوفیک۔ اب فرمایئے کہ صحابہ کا اجماع وفات مسیح پر ہے یا حیات مسیح پر۔ اور خدا کے فضل سے آیہ آمنوا بمثل ما آمنتم بہ کے مصداق ہم احمدی ہیں یا غیر احمدی (خادم حسین)

انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن کے رجسٹروں کا معائنہ

(افسوس کہ مندرجہ ذیل رپورٹ کاغذات میں مل جانے کی وجہ سے وقت پر شائع نہ ہو سکی اور اب شائع کی جا رہی ہے۔ ایڈیٹر)

میں نے آج واقع ۱۰- جولائی ۱۹۱۸ء کو انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن کے دفتر و رجسٹرات کا معائنہ کیا۔ جس باقاعدگی کام کے جوش۔ صفائی محنت محبت اور فرض شناسی کو میں نے ملاحظہ کیا۔ وہ قابل تعریف۔ قابل تقلید۔ اور قابل رشک ہے۔ اور سید بشارت احمد صاحب جس اخلاص و محبت سے انجمن کا کام کرتے ہیں۔ اس کی نظیر بہت کم دیکھنے میں آ سکتی ہے۔ وہ اس طرح ہر کام میں مصروف رہتے ہیں۔ اور اس طرح پر انجمن کی خدمت کے لئے کمربستہ ہیں۔ کہ گویا وہ تنخواہ دار ملازم ہیں۔ رجسٹروں کے دیکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ نہ صرف سید صاحب خود سکرٹری و کلرک ہیں۔ بلکہ آپکی اہلیہ صاحبہ بھی میاں کے ہمرنگ تمام وقت انجمن احمدیہ اور خاصکر انجمن خواتین کی خدمت میں صرف کرتی ہیں۔ میری طبیعت میں اس قابل پیروی مثال اور فدائیت سے جو جذبات خوشی موجزن ہیں میں اُن سے متاثر ہو کر انجمن احمدیہ حیدرآباد۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان اور سب کے بعد مگر سب سے بڑھ کر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت عالی میں مبارکباد عرض کرتا اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس سعید ارواح کی جماعت کو جو اس نے مسیح موعود کے لئے راس کماری کے قریب چنی ہے۔ بیش از پیش ترقی دے آمین ثم آمین یا رب العلمین۔

اب میں دو امور انجمن کے کام کو اور زیادہ مفید بنانے کے لئے لکھنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہیں

(۱) اس وقت علاوہ دوسرے کاغذات و رجسٹروں کے محض حساب کتاب کے لئے مندرجہ ذیل سات رجسٹر ہیں

(۱) روزنامچہ جمع و خرچ انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن

(۲) رجسٹر مداخل چندہ صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

(۳) " " ترقی اسلام۔

(۴) کھاتہ ممبران انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن۔

(۵) مخارج چندہ معمولی و غیر معمولی۔

(۶) مداخل و مخارج چندہ مجموعی۔

(۷) صدر رجسٹر اسماء و حالات و حیثیت و آمد چندہ ماہوار ممبران انجمن حیدرآباد۔

میں نے رجسٹروں کو صحیح اور حساب کو مکمل پایا۔ رسائد باقاعدہ رکھی ہوئی ہیں۔ محکمہ جات سرکار نظام اور مرکز قادیان کے ساتھ خط و کتابت کا باقاعدہ اندراج ہے۔ مگر کام ضرورت سے اس قدر زیادہ کیا گیا ہے۔ کہ نہ تو انجمن کے کام کو چلانے سے دو نہایت مصروف مردوں کا کام ہے۔ اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں۔ اور انجمن حیدرآباد کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ سید بشارت احمد صاحب اور اُنکی اہلیہ محترمہ کی خدمات سے تبلیغ کے لئے فائدہ اُٹھائیں۔ اور محض مندرجہ ذیل رجسٹر رکھنے کا آئندہ سے انتظام کر دیں

(۱) رجسٹر مداخل چندہ صدر انجمن و ترقی اسلام۔

(۲) کھاتہ ممبران انجمن احمدیہ۔

(۳) صدر رجسٹر اسماء و حالات و حیثیت وغیرہ۔

(۴) رجسٹر خط و کتابت۔

(۵) رسید بک۔

(۶) رجسٹر چندہ غیر معمولی و مقامی۔

یہی رجسٹر زنانہ انجمن کے ہوں۔

ایک دفعہ مناسب ترتیب دینے سے محض ماہوار خانہ پری کرنی پڑیگی۔ اور سکرٹری صاحب کا بہت سا وقت بچ سکیگا۔ جو زیادہ مفید کاموں خصوصاً تبلیغ میں لگایا جائیگا۔ کام کا ایک طرز میں نے سکرٹری صاحب کو زبانی بھی سمجھا دیا ہے۔

(۲) انجمن کے کاموں کو سرانجام دینے کے بعد ضروری امور میں مشورہ کے لئے چند منتخب شدہ ممبروں کی مجلس ناظم بنائی جائے۔ جس کی منظوری ہر خرچ کے لئے ضروری ہو گی۔ یہ مجلس سکرٹری کو مجاز کر سکتی ہے کہ وہ بمشورہ میر مجلس فوری ضرورت کے وقت یا بعد منظوری مجلس اس قدر رقم خرچ کر سکتے ہیں۔ اس مجلس کے تمام ریزولیوشن ایک رجسٹر میں ہونے چاہئیں اور خرچ کا اندراج کرتے وقت اس ریزولیوشن کا حوالہ ہو۔ یہ باقاعدگی اس وقت بھی ایک صورت میں تو ہے۔ مگر اسے زیادہ وضاحت اور صراحت کے ساتھ عمل میں لایا جائے۔

آخر میں میں پھر اپنی خوشی کا اظہار کرتا ہوں اور سید بشارت احمد صاحب اور انکی اہلیہ محترمہ کی درازی عمر و فلاح دارین کے لئے دعا کرتا ہوں اور حضرات ممبران انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن اور بالخصوص حضرت مولانا میر محمد سعید صاحب جن کے تقدس اور علم کو حیدرآباد کی جماعت کے قیام میں بہت بڑا دخل ہے۔ کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ میر صاحب کے بڑھاپے میں بھی برکت دے۔ اور ان کو بہت دنوں تک زندہ رکھ کر جماعت دکن کو اور ترقی دے۔ میں اعلیٰحضرت شاہ دکن خلد اللہ ملکہ کی ذات بابرکات و سلطنت کے لئے دعا کرتا ہوں۔ کیونکہ خدا نے اُن کے زیر سایہ مسیح موعود کی جماعت کو امن بخشا ہے۔ اور امید رکھتا ہوں کہ نئے صدر الصدور جیسا کہ اُن کے احکام و پیام سے ظاہر ہوا اپنے بادشاہ کی عطا کردہ آزادی مذہب سے اسلام کی تعلیم کردہ رواداری کے مطابق جماعت احمدیہ کو پہلے سے زیادہ حصہ دیکر اپنی بیدار مغزی کا ثبوت دیں گے۔ اور احمدیہ جماعت حیدرآباد کے مسلمہ جذبات وفاداری ہمیشہ اس امر کے محرک ہیں اور ہونگے کہ وہ دعا کریں۔

خدا بادشاہ دکن کو سلامت رکھے

اس معائنہ کی ایک نقل بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور دوسری نقل سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بھیجی جائے

خاکسار عبدالرحیم نیّر انچارج صیغہ ڈاک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

نبوت مسیح موعودؑ کے متعلق ایک غیر مبایع سے گفتگو

غیر مبایع کیا وجہ ہے کہ مرزا صاحب سے پہلے تیرہ سو سال گذر گئے اور کوئی نبی نہیں آیا۔ یہ اس بات کی کافی دلیل ہے۔ کہ خاتم النبیین کے بعد نبی کی ضرورت نہیں۔

احمدی - آنحضرت صلعم کی دو شانیں ہیں (۱) من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین کہ آپ کی اتباع سے لوگ نبوت کا مرتبہ بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

(۲) دوسری شان آپ کی یہ ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے کنتم خیر امۃ آپکی امت کے علماء مجددین وہ شان رکھتے ہیں۔ جو بنی اسرائیل کے انبیاء رکھتے تھے۔ یعنی جتنے علاقہ کے لئے بنی اسرائیل کے انبیاء آیا کرتے تھے۔ آنحضرت کی اتنی بڑی شان ہے۔ کہ اتنے علاقہ کی اصلاح کے لئے آپکی امت کے مجددین مبعوث کئے جائینگے اور تیرہ سو سال متواتر مجددین کو گذشتہ انبیاء کی طرح مختلف علاقوں کی اصلاح کے لئے بھیجکر یہ بتایا کہ کوئی اتفاقی امر نہ سمجھ لے۔ اگر ایک آدھ ایسا مجدد بھیجا جاتا۔ تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ اتفاق سے ایک آدھ شخص ایسی شان کا پیدا ہو گیا جسنے وہ کام کیا۔ جو بنی اسرائیل کے انبیاء کرتے تھے اس لئے ایک نہیں دو نہیں متواتر کئی ایک عظیم الشان مجددین کو مبعوث کرکے اس شبہ کا ازالہ کر دیا۔ اور ان کی بعثت کو مقدم کرکے یہ بتلایا کہ جب آپ کی امت کے علماء اور مجددین یہ شان رکھتے ہیں۔ تو سمجھ لو کہ آپکی امت کے انبیاء کی کیا شان ہوگی۔ ایسا نہ ہو کہ جب آنحضرت کی دوسری شان کے ظہور کا وقت آ جائے۔ تو تم تحقیر کرنے لگ جاؤ۔

غیر مبایع - آپ کے اس بیان سے ثابت ہوا کہ نبوت بھی کسبی امر ہے۔ حالانکہ یہ ایک موہبت ہے۔

احمدی کسب موہبت کے خلاف نہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے یھب لمن یشاء اناثا الآیہ اولاد موہبت الٰہی ہے۔ مگر کیا اس میں کسب کو دخل نہیں۔ کیا کسی نبی اور ولی نے شادی نہیں کی۔ پھر دخول جنت بھی موہبت ہے آنحضرت نے بھی فرمایا ہے۔ کہ میں بھی عمل پر نہیں بلکہ فضل سے جنت میں داخل ہونگا۔ مگر کیا آپ نے کسب اور عمل ترک کر دیا تھا۔ اسی طرح نبوت بھی موہبت ہے۔ مگر اب اسی کو عطا ہوگی۔ جو آنحضرت کی پیروی کرے پہلے یہ طریق نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اب غیر قوموں میں کوئی نبی اور مجدد پیدا نہیں ہوتا۔ مگر پہلے مختلف قوموں میں نبی پیدا ہوتے تھے۔ کسی نبی کو یہ شان نہیں دیگئی تھی کہ اسکی شریعت پر چلنے والا ہی نبی ہو سکتا ہے پہلے موہبت بلا واسطہ ہوتی تھی۔ اب آنحضرت کے واسطہ سے اس کو جاری کیا گیا۔

غیر مبایع کیا آپ قرآن اور حدیث سے ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ عیسیٰ کے سوا کوئی اور نبی بھی خاتم النبیین کے بعد آسکتا ہے۔ کیونکہ جہاں تک میرا خیال ہے سب متقدمین اور متاخرین کا سارا زور ایک ہی نبی عیسیٰ کے متعلق ہے۔ اور میرا اس کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ مسیح کی آمد کا مسئلہ بالکل غلط ہے۔ عیسائی کثرت سے مسلمان ہوئے۔ ان کی وجہ سے مسلمانوں میں یہ عقیدہ قائم ہو گیا۔

احمدی آیت من یطع اللہ والرسول میں النبیین جمع کا صیغہ صاف لفظوں میں ظاہر کرتا ہے۔ کہ ایک نہیں۔ دو نہیں کئی نبی آسکتے ہیں۔ پھر آنحضرت اپنے بیٹے ابراہیم کے متعلق فرماتے ہیں لوعاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا یہ کلمات آپ نے آیت خاتم النبیین کے نزول کے بعد فرمائے۔ اگر خاتم النبیین کے معنی آپ کے نزدیک یہی تھے۔ کہ آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ تو آپ کا یہ ارشاد نعوذ باللہ سخت جھوٹ پر دلالت کرے گا۔ جو آپکی شان سے بالکل بعید ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ خاتم النبیین کے معنے آپ کے نزدیک یہ ہرگز نہیں تھے۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ ورنہ خدا تعالےٰ کے ارشاد کے مقابلہ میں آپ کبھی یہ نہ فرماتے کہ ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپکے بعد نبی ہو سکتا ہے۔

غیر مبایع - اس سے تو پھر نفی ہی ثابت ہوئی کیونکہ نہ وہ زندہ رہا نہ وہ نبی ہوا۔ پس آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ دا انھوں نے تو نہیں مگر سنا جاتا ہے کہ دوسرے غیر مبائعین اس استدلال کے رد میں ایک قرآنی آیت بھی پیش کرتے ہیں۔ لوکان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا۔ اگر اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہوتے۔ تو ضرور فساد پڑ جاتا اب گیا آئندہ کوئی اور معبود ہو سکتا ہے۔ اگر نہیں۔ تو پھر نبی بھی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کا جواب لکھدیتا ہوں ؎

احمدی اس آیت کے مفہوم اور حدیث کے مفہوم میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ نفی عام سے۔ تو نفی خاص لازم آجاتی ہے جیسے کوئی کہے اس مکان میں کوئی آدمی نہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ زید بھی نہیں۔ بکر بھی نہیں۔ کیونکہ وہ بھی آدمی ہی ہیں۔ لیکن نفی خاص سے نفی عام لازم نہیں آتی۔ مثلاً کوئی کہے کہ اس مکان میں زید نہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آئے گا کہ بکر بھی نہیں۔ ممکن ہے کہ بکر ہو۔ میں نے جو حدیث پیش کی ہے۔ اس میں اگر نفی ہے۔ تو وہ نفی خاص ہے۔ اور آیت میں جو نفی ہے۔ وہ نفی عام ہے۔

لو کان فیھما اٰلھۃ اگر آسمان و زمین میں کوئی اور معبود ہوتے۔ کیا مطلب کہ کوئی بھی نہیں نہ تھا اور نہ ہوگا۔ اس لئے اس آیت میں کسی معبود کے امکان کا ثبوت نہیں ملتا۔ لیکن حدیث لو عاش ابراھیم میں نفی خاص ہے۔ اگر ابراہیم زندہ رہتا۔ یعنی وہ زندہ نہیں رہا۔ ورنہ ضرور نبی ہوتا۔ موت اس کے نبی ہونے میں حائل ہو گئی۔

پس اس نفی خاص سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ بھی اپنے بعد نبی کا ہونا ممکن جانتے تھے۔ ورنہ آپ فرماتے کہ خاتم النبیین کی آیت چونکہ نازل ہو چکی ہے۔ اس لئے اگر ابراہیم زندہ بھی رہتا تو کبھی نبی نہ ہوتا۔ کیا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ تو نبی کا ہونا ناممکن قرار دے۔ اور آنحضرتؐ نعوذ باللہ ممکن ہونا قرار دیں۔ ھذا بھتانٌ عظیم۔

پس خاتم النبیین کے معنی آپ کے نزدیک ہرگز یہ نہ تھے کہ آپ کے بعد ہرگز کوئی نبی نہیں ہوگا۔ ورنہ صادق المصدوق فداہ ابی و امی پر نہایت سخت الزام عائد ہوگا۔ اس نفی خاص کی بہت سی مثالیں قرآن کریم میں موجود ہیں۔ دو تین ذیل میں درج کر دیتا ہوں۔ آنحضرتؐ کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک اگر تو سخت دل اور بدخو ہوتا تو تیرے پاس سے یہ بھاگ جاتے جس کا مطلب یہ ہے کہ بدخو اور سخت دل نہیں تھے نہیں ہو اور نہ ہوگا ہرگز نہیں۔ یہ واقعات کے بالکل خلاف ہے۔ اسی طرح منافقین کے متعلق فرماتا ہے۔ ولو انھم فعلوا ما یوعظون بہ لکان خیراً لھم۔ اگر وہ نصیحت پر عمل کرتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا۔ اس کا مطلب صاف ہے کہ انہوں نے عمل نہیں کیا۔ اس لئے ان کو بہتری بھی حاصل نہیں ہوئی۔ تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا بالکل غلط ہوگا کہ ان لوگوں کے بعد نصیحت پر عمل کرنے والے کوئی بھی نہیں ہونگے۔ کیونکہ یہ نفی بھی خاص افراد سے تعلق رکھتی ہے۔ اسی طرح فرمایا لو کان عرضا قریبا و سفرا قاصدا لاتبعوک کہ اگر سفر میانہ ہوتا تو منافقین ضرور تیرا ساتھ دیتے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میانہ سفر آئندہ کبھی بھی نہ ہوگا۔ بلکہ یہ نفی خاص ہے۔ کہ تبوک کا سفر میانہ نہ تھا۔ اور سفر میانہ ہو سکتے ہیں۔ پس اگر مانا جائے کہ اس حدیث سے نفی ثابت ہوتی ہے۔ تو پھر وہ نفی خاص ہے۔ یعنی ابراہیم نبی نہ ہو سکا۔ کہ اس پر موت آ گئی۔ اگر ان خوبیوں والا کوئی اور شخص ہوگا۔ اور وہ زندہ بھی رہیگا تو ضرور نبی ہو جائیگا۔ آنحضرتؐ کی شان سے بالکل بعید ہے۔ کہ خدا تو آپ کے خیال کے مطابق آنحضرتؐ کے بعد نبیوں کا آنا ناممکن قرار دے۔ اور آپ بڑی تحدی سے نبیوں کا آنا ممکن قرار دیں۔ پس آنحضرتؐ کے نزدیک خاتم النبیین کے یہ معنی ہرگز نہیں تھے۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا بلکہ ولکن رسول اللّٰہ سے یہ بتایا کہ اس سے بڑھ کر آپ نبیوں کے بھی باپ ہیں۔ آپ کی تصدیق سے لوگ نبی بھی ہونگے

(حافظ جمال احمد)

جنوری کے وی - پی - آتے ہیں

جن احباب کا چندہ الفضل ماہ دسمبر میں ختم ہوتا ہے ان کے نام جنوری کے پہلے ہفتہ کا پرچہ۔ جنوری کو وی پی ہوگا۔ بصورت واپسی وی پی پرچہ تا وصولی قیمت امانت میں رکھا جائیگا۔ امید ہے کہ ناظرین الفضل وی پی وصول فرما کر شکریہ ادا کرنے کا موقعہ دینگے۔ چونکہ نئے سال کا شروع ہے۔ اور اخراجات درپیش ہیں اس لئے نہ صرف یہ کہ وی پی واپس نہیں ہونے چاہئیں بلکہ کم از کم ایک نیا خریدار مہیا ہو جانے تو طبع اخبار میں جو عام ہوا کا حق صرف چند خریداروں کے سر پڑ گیا ہے۔

غیر مبائعین نے احمدیت کو جواب دیدیا

غیر مبائعین کے اہل الرائے نے اپنے حال کے سالانہ جلسہ لاہور میں جو جو گل کھلائے ہیں ان کے متعلق مفصل تو اس وقت لکھا جائیگا۔ جبکہ پیغام میں ان کی تقریریں شائع ہونگی فی الحال ہم اس قدر بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ ان لوگوں نے جو ایک عرصے غیر احمدیوں میں جذب ہونے کے لئے طرح طرح کی کوشش کر رہے ہیں۔ اپنے جلسہ میں ایک نیا طریق ایجاد کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ مولوی صدر الدین صاحب نے موجودگی اپنے تمام ساتھیوں کے بڑے کھلے اور واضح الفاظ میں غیر احمدیوں کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ پہلے تو آپ لوگوں کو ہمارے ساتھ مل کر کام کرنے میں مرزا صاحب کی بیعت روک تھی۔ لیکن اب تو یہ روک بھی مرزا صاحب کے فوت ہو جانے کی وجہ سے دور ہو گئی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ آپ لوگ ہمارے ساتھ مل کر کام نہیں کرتے۔ اور ہمیں مدد نہیں دیتے۔ یہ کہنے سے ان کا مطلب یہ ہے۔ کہ غیر احمدی انہیں اپنے ساتھ ملانے اور مدد دینے سے دریغ نہ کریں۔ اور انہیں اپنے جیسا ہی سمجھیں۔ اس سے بھی بڑھ کر انہوں نے غیر احمدیوں کے ساتھ ملنے کے لئے جو قدم بڑھایا۔ وہ یہ تھا کہ ہم مکفرین کے پیچھے اس لئے نماز نہیں پڑھتے۔ کہ نمازوں میں ہمارے حق میں بد دعا کرتے ہیں۔ ہاں اگر وہ یہ اعلان کر دیں کہ ہمارے متعلق وہ بد دعائیں نہیں کریں گے۔ تو ہم ایسے لوگوں کے پیچھے بھی جو مرزا صاحب کے مکفر ہیں نماز پڑھ لیں گے۔

یہ اعلان مولوی صدر الدین صاحب نے مولوی محمد علی وغیرہ سب کی موجودگی میں کیا۔ جس سے ظاہر ہے کہ انہیں بھی اس سے اتفاق ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے احمدیت کو جواب دیدیا ہے۔

یورپ کی خبریں

لنڈن میں پریسیڈنٹ ولسن کا داخلہ لنڈن ۲۰ - دسمبر سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ پریسیڈنٹ اور مسز ولسن ۲۷ - دسمبر کو چار روز کے لئے لنڈن تشریف لائیں گے - اور بمقام قصر بکنگھم ہز مجسٹی کے مہمان ہونگے -

جنگ کے ذمہ وار امسٹرڈم ۲۱ دسمبر **لیڈروں کی گرفتاری کا مسودہ** ویانا کا ایک تار مظہر ہے کہ جرمن آسٹرین قومی جماعت نے ایک مسودہ منظور کیا ہے جس کی رو سے جنگ کے ذمہ وار لیڈروں کو گرفتار کیا جائیگا -

کارخانہ کرپ کا حشر لنڈن ۱۸ - دسمبر - دوکان زیگر مظہر ہے - کہ کارخانہ جات کرپ ریشہ دار اشیاء کی حرفت کے لئے استعمال کئے جائینگے -

پریسیڈنٹ ولسن لنڈن ۲۰ - دسمبر ملک معظم **کو شاہی ضیافت** ۲۷ - دسمبر کو قصر بکنگھم میں پریسیڈنٹ ولسن کو ضیافت دینے والے ہیں -

قیصرہ سخت علیل ہیں کوپن ہیگن ۲۱ - دسمبر جرمن اخبارات مظہر ہیں - پرانی دل کی بیماری کی وجہ سے معزول شہنشاہ بیگم کی حالت سخت نازک ہے -

قیصر کے سردی لگ گئی - امسٹرڈم ۱۹ - دسمبر اطلاع ملی ہے کہ معزول قیصر کے سردی لگ گئی ہے اور وہ بستر سے اُٹھ نہیں سکتے -

برطانوی نظر بند جہاز ٹائن پہنچ گئے لنڈن ۲۰ - دسمبر ۱۵ - برطانوی تجارتی جہاز جو شروع جنگ سے ہمبرگ میں نظر بند تھے جرمن ملاحوں کے ساتھ ٹائن پہنچ گئے ہیں -

جرمن وزیر جنگ مستعفی ہو گئے - لنڈن ۱۸ - دسمبر برلن کا ایک تار مظہر ہے کہ وزیر جنگ جنرل ہمبرگ شینوس کا بیان

ہے - کہ انھوں نے اس وجہ سے استعفا دیدیا کہ افسروں پر مسلسل اتہامات لگائے جاتے ہیں - اور انھیں ذلیل کیا جاتا ہے - مثلاً پوسٹڈم میں جو کمانڈر انھوں نے مقرر کیا تھا - وہ اپنے فرائض کو اس لئے ہاتھ میں نہ لے سکا - کہ ایک سپاہی نے خود اپنے کو کمانڈر بنا لیا -

آزاد شدہ ہندوستانی قیدی لنڈن - ۱۹ - دسمبر - کوپن ہیگن سے آنے والا تار مظہر ہے کہ جنگی قیدی جو اپنے ملک کو واپس آنے کے لئے ہالڈ کیمپ میں انتظار کر رہے ہیں ان کو سردی سے بہت تکلیف ہو رہی ہے - وہ باہم انگیٹھیوں کے پاس بیٹھے ہیں اور محض کوئلہ یا لکڑی لانے کی غرض سے اپنے مقامات سے اٹھتے ہیں -

روس کی موجودہ حالت - لنڈن ۲۰ دسمبر - روما سے آنے والا تار مظہر ہے - کہ ایک ملاقات کے دوران میں سیلوکاف سابق روسی وزیر خارجہ نے کہا کہ روس میں نازک حالت کے باعث نہایت نازک خطرہ کا اندیشہ کیا جاتا تھا اور اس وجہ سے اتحادی مداخلت نہایت ضروری تھی - ایک سال قبل روس کو ایک خفیف کوشش کے ساتھ بچایا جا سکتا تھا - لیکن آج ایک عظیم الشان سپاہ کی ضرورت ہوگی - اتحادی مداخلت پر اشتراکیوں کی مخالفت اس غلط خیال پر مبنی تھی کہ "بالشویزم" اقتصادی ترقی منقول ہے - لیکن درحقیقت یہ ایک نہایت غلطی تھی کیونکہ روسی آبادی میں ۹۹ فیصدی اشخاص اتحادی مداخلت کے موافق ہیں -

انگلستان میں انفلوئنزا سے نقصان - لنڈن ۱۸ - دسمبر ٹائمس کا طبی نامہ نگار لکھتا ہے کہ معقول وجوہ کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ تقریباً ۲ لاکھ آدمی گذشتہ ۱۲ ہفتوں میں انفلوئنزا اور نمونیا سے ضائع ہوئے تخمینہ کیا گیا ہے کہ جنگ میں سوا چار برس میں دو لاکھ آدمی اسی قدر خون کیا

ہندوستان کی خبریں

مدراس ہائیکورٹ میں ججوں کا تقرر شملہ گورنر جنرل باجلاس کونسل نے آنریبل مسٹر جسٹس سی الیف نپیر اور آنریبل مسٹر جسٹس سی وی کمارا سوامی شاستری کو پہلی جنوری ۱۹۱۹ء سے جون تک کے لئے مدراس ہائیکورٹ کے زائد ججوں کی حیثیت سے مقرر کیا ہے -

فوجی افسر اور سول ملازمین انتظام کیا جا رہا ہے کہ ہندوستان بھر میں خاص خاص کمیٹیاں بنائی جائیں جن میں زیادہ تر وہ لوگ شریک ہوں - جن کو نوکر رکھنے کی استطاعت ہے - تاکہ جو لوگ فوج کی برطرفی پر آزاد اور بیکار ہو گئے ہیں ان کے لئے ملازمتوں کا سامان کیا جائے - ان کمیٹیوں کے فرائض میں یہ امر بھی شامل ہوگا - کہ ترجیح اُن لوگوں کو دیجائے - جو فوجی خدمات انجام دے چکے ہیں - اور تقرری کے وقت ان لوگوں کے انتخاب کا انتظام کیا جائے -

بنگال کی پولٹیکل جماعتوں کا مطالبہ بنگال کی اکثر ڈسٹرکٹ پولیٹکل جماعتوں نے حقوق حکومت خود اختیاری کے متعلق رزولیوشن پاس کئے ہیں - اور ان کی نقلیں وزیر اعظم برطانیہ - صاحب وزیر ہند اور پارلیمنٹ کے ممبروں کے پاس روانہ کی ہیں - ان رزولیوشنوں پر اس بات کا زور دیا گیا ہے کہ مجلس صلح میں مسٹر لائڈ جارج اور پریسیڈنٹ ولسن کے قائم کردہ اصول حکومت خود اختیاری کے متعلق ہندوستان کے حق کا خیال کیا جائے اور یہاں بھی اس اصول کے نفاذ کا حکم دیا جائے -

حضور نظام کی فرض شناسی خانہ جنگ کی مشت میں حیدرآباد میں غلہ اور پارچہ تقسیم کرنے کے لئے جو ۳ لاکھ روپیہ کی رقم منظور ہوئی تھی - اس میں سے ۲۵ ہزار کا غلہ خرید کر ۵۰ ہزار آدمیوں کو فی آدمی ۲ سیر کے

ہمتمام شیخ عبدالرحیم صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کے لئے شائع ہوا